28654

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب مفتی صاحب!

(۱) موجودہ کورونا وائرس کے تحت علماء ربانی اور حکومت کے درمیان مسجد میں باجماعت نماز، نمازِ جمعہ وغیرہ کے لئے احتیاطی تدابیر کے ساتھ ادائیگی کا مشروط معاہدہ طے پایا جس میں یہ بھی کہا گیا کہ باجماعت نماز کی صف بندی کرتے وقت صفوں کے درمیان دائیں بائیں تین فٹ اور آگے پیچھے چھ فٹ کا فاصل چھوڑا جائے سوال یہ ہے کہ یہ اتصالِ صفوف جو کہ سنتِ مؤکدہ ہے اسکی منافی ہے تو کیا اسکے باوجود عوام وخواص کے لئے حکومت کے اعلامیہ پر عمل کرنا جائز ہے؟

(۲) کیا حکومت باجماعت نماز کے لئے اس طرح کی پابندی لگا سکتی ہے؟

(۳) جب حکومت کی طرف سے کوئی پابندی عائد ہو تو کس صورت میں اسکی تعمیل عوام وخواص پر لازم ہے اور اسکی خلاف ورزی گناہ ہے؟ براہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

بندہ عبد السلام

مکان نمبر ۲۰/۲۷

۳۶/بی لانڈھی کراچی

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۶/۲۱۷۱

جواب مشکور دیں مسئلہ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) اس وقت پوری دنیا میں "کورونا وائرس" (جو انتہائی خطرناک وبائی وائرس ہے) کی تباہ کاریاں سب کے سامنے ہیں اور ماہرین طب کی ہدایات اور عام مشاہدہ دونوں کی رو سے اس خطرناک وبائی وائرس سے بچاؤ کا مؤثر طریقہ لوگوں کا آپس میں اختلاط اور اجتماع سے پرہیز کرنا ثابت ہوا، جس کی بنیاد پر تقریباہر متاثر ملک (بلا تفریق مسلم وغیر مسلم) کی حکومت نے لوگوں کو اپنے اپنے گھروں میں رہنے، بلاضرورت باہر نکلنے اور آپس میں اختلاط سے بچنے کی نہ صرف سختی سے تلقین کی بلکہ لاک ڈاؤن کے ذریعہ لوگوں کو اپنے اپنے گھروں میں رہنے پر مجبور بھی کیا۔ چنانچہ جب یہ وائرس پاکستان میں داخل ہوا تو حکومتِ پاکستان نے بھی عوام الناس کو اس خطرناک وبائی وائرس سے محفوظ رکھنے کے لئے یہاں بھی اجتماع اور اختلاط پر پابندی عائد کردی، ساتھ ساتھ علماء کرام کی مشاورت سے مفادِ عامہ اور مصلحتِ عامہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مساجد میں نماز باجماعت اور جمعہ وغیرہ کے وقت نمازی کے درمیان دائیں بائیں تین فٹ اور آگے پیچھے چھ فٹ کا فاصلہ (یعنی سوشل ڈسٹینس) کا کہا گیا ہے جو کہ عالمی ادارۂ صحت WHO کی ہدایت کے مطابق ہے۔ اور علماء کرام کی رائے کے مطابق اسکی گنجائش ہے؛ کیونکہ اتصالِ صفوف بلاشبہ سنتِ مؤکدہ ہے لیکن اس حکم کا تعلق عام حالات کے ساتھ ہے جبکہ عذر کی حالت کا حکم الگ ہے اس لئے مذکورہ بالا عذر کی وجہ سے مذکور فاصلہ کی شرعاً گنجائش ہے۔

(۲) عوام الناس کی مصلحت اور مفادِ عامہ کے خاطر حکومت اس طرح کی پابندی عائد کرسکتی ہے۔

(۳) قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب حکومت مصلحتِ عامہ اور مفادِ عامہ میں کوئی جائز حکم دے تو رعایا پر اسکی پابندی لازم ہو جاتی ہے بشرطیکہ اللہ تعالی کی معصیت یا ظلم یا خواہش پرستی پر مبنی نہ ہو۔ اس صورت میں عوام وخواص پر حکومت کے احکامات پر عمل کرنا لازم ہے۔

قال الله تعالى عزوجل: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ} [النساء: 59]

وفي تفسير الألوسي 4/ 105

واختلف في المراد بهم فقيل: أمراء المسلمين في عهد الرسول صلى الله عليه وسلم وبعده ويندرج فيهم الخلفاء والسلاطين والقضاة وغيرهم الخ

وفي تكملة فتح الملهم:3،323

ولكن هذه الطاعة كما أنها مشروطة بكون أمر الحاكم غير معصية، فإنها مشروطة أيضا بكون الأمر صادرا عن مصلحة لا عن هوى أو ظلم، لأن الحاكم لا يطاع لذاته، وإنما يطاع من حيث أنه متولّ لمصالح العامّة، فإن أمر بشيء اتباعا لهوى نفسه دون نظر إلى مصالح المسلمين، فإنه إمر صدر من ذاته وشخصه، لا من حيث كونه حاكما، فلا يقع بمثابة أمره من حيث كونه حاكما، ولذالك قال الفقهاء: (تصرف الإمام على الرعية منوط بالمصلحة) وقد فصل إبن نجيم هذه القاعدة في الأشباه والنظائر---------------------------- واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۵ / رمضان المبارک / ۱۴۴۱ قمری

29 / اپریل / 2020 شمسی

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۶۶/۲۱۷۱

۱۴۴۱/۹/۸

۲۰۲۰/۵/۲

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۵ / رمضان المبارک / ۱۴۴۱ قمری

۲۹ / اپریل / 2020 شمسی

نائب مفتی